اور حافظ صاحب نے اس روایت کی صحت کے متعلق کچھ ذکر نہیں کیا۔ جیسا کہ صاحب نیل نے کہا ہے:

"وقد اورد الحافظ ھذا فی التلخیص ولم یتکلم علیہ۔"

لہٰذا چونکہ اس روایت کی صحت کا کچھ اتہ پتہ نہیں ہے اس لیے اس سے استدلال صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

قولِ ثانی:

ایک دن رات کا سفر ہو۔ امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے اپنی صحیح میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔ اور وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر ان تسافر مسیرۃ یوم ولیلۃ الا ومعہا ذو محرم۔" (رواہ الجماعۃ الا النسائی۔ نیل الاوطار ص۲۳۵)

کہ "مومنہ عورت کو جائز نہیں کہ وہ ایک دن رات کا سفر محرم کے بغیر کرے۔"

مگر یہ قول بھی صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث میں یہ وضاحت نہیں کہ اس سے کم مسافت میں قصر جائز نہیں، واللہ اعلم!

قولِ ثالث:

نو کوس کی مسافت میں قصر کرنی چاہیئے۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

"عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا خرج مسیرۃ ثلاثۃ امیال او ثلاثۃ فراسخ صلی رکعتین۔" (رواہ احمد ومسلم وابوداؤد۔ نیل الاوطار ص۲۳۳ ج۳)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب تین کوس یا نو کوس کی مسافت کیلئے نکلتے تو قصر کرتے۔"

چونکہ اس حدیث کی صحت مسلمہ ہے لہٰذا اسی حدیث پر عمل ہونا چاہیئے اور یہی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مگر چونکہ اس میں تین کوس اور نو کوس کے تعین میں امام شعبہ کو شک ہے۔ اس لیے احتیاطاً تین کوس کی بجائے نو کوس کے سفر میں قصر کرنی چاہیئے اور تین کوس کی مسافت نو کوس میں داخل ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی حدیث کو اس مسئلہ میں اصح اور اصرح یعنی زیادہ صحیح اور زیادہ صریح قرار دیا ہے:

"وھو اصح حدیث ورد فی ذالک واصرحہ۔" (نیل ص۲۳۴)

عارضی قیام اگر تین دن کے لئے ہو تو قصر کی مسافت میں نماز قصر جائز ہے اور اگر قیام چار دن کا ہو تو قصر جائز نہیں۔

۲۔ صبح اور مغرب کی نمازیں قصر نہیں۔ جیسا کہ احادیث میں یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!

۳۔ واضح ہو کہ سنتوں کی قضاء مشروع اور جائز بلکہ افضل ہے۔ چنانچہ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے

مروی ہے:

"قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من لم یصل رکعتی الفجر فلیصلھما بعد ما تطلع الشمس رواہ الترمذی وقال حدیث غریب لا نعرفہ الا من ھذا الوجہ واخرجہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم فی المستدرک وقال حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ والدارقطنی والبیہقی - نیل الاوطار ص۲۸ وص۲۹، ج۳)

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص فجر کی سنتیں ادا نہ کر سکے، وہ سورج چڑھنے کے بعد پڑھ لے۔"

امام شوکانی فرماتے ہیں:

"الحدیث لا یدل صریحا علی ان من ترکھا قبل صلوٰۃ الصبح لا یفعلھا الا بعد طلوع الشمس ولیس فیہ الا الامر لمن لم یصلھما مطلقا ان یصلیھما بعد طلوع الشمس" (نیل ص۲۹)

"اس حدیث میں یہ تصریح نہیں کہ جو شخص صبح کی سنتوں کو صبح کے فرضوں سے پہلے نہ پڑھ سکے وہ ان سنتوں کو طلوع شمس سے پہلے نہ پڑھے۔ حدیث میں مطلق نہ پڑھنے کا ذکر ہے یعنی خواہ فرضوں سے پہلے یا فرضوں کے بعد طلوع شمس سے پہلے نہ پڑھ سکے وہ طلوع شمس کے بعد پڑھ لے۔"

"وفی الحدیث مشروعیۃ قضاء النوافل الراتبۃ وظاھرہ سواء فاتت لعذر او لغیر عذر وقد اختلف العلماء فی ذالک علی اقوال. احدھا استحباب قضاءھا مطلقا سواء کا لفوت لعذر او لغیر عذر لانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اطلق الامر بالقضاء ولم یقیدہ بالعذر وقد ذھب الی ذالک من الصحابۃ عبد اللہ بن عمرؓ ومن التابعین عطاء وطاؤس والقاسم بن محمد ومن الائمۃ ابن جریج والاوزاعی والشافعی فی الجدید واحمد واسحاق ومحمد بن الحسن والمزنی والقول الثانی انھا لا تقضی وھو قول ابی حنیفۃ ومالک وابی یوسف فی اشھر الروایتین عنہ وھو قول الشافعی القدیم وروایۃ عن احمد والمشھور عن مالک قضاء رکعتی الفجر بعد طلوع الشمس۔ والقول الثالث۔ التفرقۃ

بین ماھو مستقل بنفسہ کالعید والضحیٰ فیقضیٰ وبین ماھو تابع لغیرہ کرواتب الفرائض فلا یقضیٰ وھو احد الاقوال عن الشافعی۔

والقول الرابع ان شاء قضاھا وان شاء لم یقضھا علی التخییر وھو مروی من اصحاب الرای والمالک

والقول الخامس التفرقۃ بین الترک لعذر نوم اونسیان فیقضیٰ ولغیر عذر فلا یقضیٰ وھو قول ابن حزم واستدل بعموم قولہ "من نام عن صلوٰتہ" الحدیث واجاب الجمھور ان قضاء التارک لھا تعمدا من باب الاولیٰ۔

(نیل الاوطار ص۳۱، ج۳)

کہ اس حدیث کے مطابق سنن رواتب (مؤکدہ) کسی عذر یا بلا کسی عذر کے رہ جائیں تو ان کی قضا مشروع اور جائز ہے اور اس مسئلہ میں علماء کے متعدد (پانچ) اقوال ہیں۔ اور پہلا قول یہ ہے کہ سنن رواتب کی قضاء مستحب ہے خواہ کسی عذر سے رہ گئی ہوں یا بلا عذر رہ گئی ہوں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس حدیث میں سنن کی قضاء کو کسی عذر کے ساتھ مقید نہیں فرمایا بلکہ مطلق قضاء کا حکم فرمایا ہے۔

۳۔ عن ابی قتادۃ فی قصۃ نومھم عن صلوٰۃ الفجر قال "ثم اذن بلال بالصلوٰۃ فصلی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکعتین ثم صلی الغداۃ فصنع کما کان یصنع کل یوم" (رواہ احمد ومسلم، نیل الاوطار ص۳۱، ج۳)

"حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں نیند کی وجہ سے ہماری صبح کی نماز قضاء ہوگئی (سورج طلوع ہونے کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی، پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے صبح کی سنتیں پڑھیں، پھر فرض پڑھے۔ اور آپ نے یہ قضاشدہ نماز ایسے ہی پڑھی جیسے ہر روز پڑھتے تھے۔"

شوکانی فرماتے ہیں:

"فیہ استحباب قضاء السنۃ الراتبۃ"

کہ "اس حدیث کے مطابق سنن رواتب کی قضاء مستحب ہے۔"

بہرحال راقم کے نزدیک اگر سنن کی قضاء نہ بھی کی جائے تو جائز ہے۔ تاہم سنن کی قضاء مستحب ہے جیسا کہ ان دونوں حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب!